# شاہ عبدالعزیز دہلویؒ
کے
# علمی و ادبی تبرکات

مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی

## من رشحات اقلام قدوة الادباء الشیخ عبد العزیزؒ

...ولمّا اتمّ تحریر الجواب و
حان تختم الکتاب دار
فی خلدی ان اخبرکم
ببعض النعم اللتی انعم
اللہ علیّ وثبّت اساسها
واختار براسها لدیّ ـ
فمنها انّ سیّدی والدی
رضی اللہ عنہ لمّا توفّی
واُلحق بالملاء الاعلیٰ
ترکنی صغیر السنّ الآنی
لم اُغادر مع صغر سنّی

اب جبکہ جواب لکھا جا چکا اور مضمون
خط ختم ہو رہا ہے۔ میرے دل میں یہ
بات آئی کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی
بہت سی نعمتوں میں سے ان چند نعمتوں
سے مطلع کروں جو اس نے میرے
اوپر خاص طور پر کی ہیں ـ منجملہ ان
نعمتوں کے ایک یہ ہے کہ حضرت والد
ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات پائی
اور ملاءِ اعلیٰ سے ملحق ہوئے انھوں نے
مجھے صغیر السن چھوڑا تھا، مگر میں نے
باوجود اپنی کم عمری کے ان کے علوم

علماً من علومه وشاناً من شيونه إلّا وقد اخذتُ منه بجُملةٍ كافيةٍ وتشبثتُ من اذياله بقطعةٍ وافيةٍ وذلك من فضلِ اللهِ علينا وعلى النّاسِ وكان من اسباب ذلك في أني مازلتُ مُنذ اميطت عن التمائم ونيطت بي العمائمُ مُشغوفاً بمصاحبته مولعاً بقربه ومجالسته ....... وبها يظهر محاسن المناسبات الروحية والاستعدادية وتبرزُ حسناتها۔ وترك إخوتي كلّهم لم يمصّوا ثدي علومه الخاصة ولا اخذوا منه مما بعدّ هم لاخذ علومه حتّى انّ اخي رفيع الدين سلمه الله كان مشغولاً بالفوائد الضيائية وتعليقات الكافية اذ هجمت هذه الواقعة التي اطارت الالباب واستطالت على القلوب والاكباد فوفّقني الله تعالى بلطفهم

میں سے کوئی علم نہ چھوڑا جس کو حاصل نہ کیا ہو۔ اتنی عمر میں میں نے ان سے کافی استفادہ کیا۔ یہ محض اللہ کا فضل تھا میرے اوپر اور تمام انسانوں پر۔ کم عمری میں استفادہ کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ظاہریہ بھی تھا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا برابر حضرت والد ماجدؒ کی صحبت اقدس میں رہنے اور ان کی مجلس اقدس میں بیٹھنے کا بیحد شوق رکھتا تھا... صحبت و مجالست سے مناسبات روحانی کے محاسن اور استعداد علمی کے کمالات جلوہ گر ہوا کرتے ہیں۔ والد ماجدؒ نے میرے بھائیوں کو اس حال میں اور اس عمر میں چھوڑا تھا کہ انھوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم خاصہ کو بالکل بھی نہیں چھوا تھا۔ اور نہ ضروری علوم میں سے اتنا پڑھا تھا کہ ان کے علوم خاصہ کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتے۔ حتیٰ کہ رفیع الدین سلمہٗ فوائد ضیائیہ (شرح جامی) اور تعلیقات کافیہ پڑھ رہے تھے کہ والد ماجدؒ کی وفات کا جانکاہ اور ہوش ربا واقعہ پیش آگیا۔

ودعيتهم إلى هذا الشأن و حثثهم على تحصيل العلم و اخذه بكل لسان ۔ فاثر ذلك فيهم واشتغلوا بالقرأة الكتب وسماعها على هذا الفقير فجاءوا الحمد لله كما تشتهيه القلوب وتلذ الاعين اما رفيع الدين فقد حفظ القرآن كله وفرغ بحمد الله من تحصيل العلوم كلها لاسيما الادبية والفلسفة والاصلين من العلوم الدينية بل اخذ من العلوم الغريبة كالهيئة والنجوم والحساب والهندسة وما يجري مجراها من الرمل والجفر والتاريخ وعلم الفرائض والشعر ورسائل التصوف بحظ وافر وبقي له العبور على الصحاح الستة و غيرها من كتب الحديث وعسى ان يوفقه الله تعالى لذلك ايضاً وهو بحمد الله مشغول بتفسير البيضاوي و مشغوف بالتدريس......

اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں نے سب بھائیوں کو تحصیل علم اور ہر رائج الوقت زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ان پر میری ترغیب کا اثر ہوا اور وہ اس فقیر کے پاس کتابوں کے پڑھنے اور سننے میں مشغول رہے تاآنکہ الحمد للہ حسب دلخواہ اچھی استعداد پیدا کی جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ بہرحال رفیع الدین نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے اور وہ بحمد اللہ تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہو چکے ہیں خاص طور پر علوم ادبیہ اور فلسفہ اور علوم دینیہ کی دونوں اصلوں (قرآن و حدیث) میں ان کو تخصص حاصل ہے۔ بلکہ انھوں نے علوم غریبہ بھی حاصل کیے ہیں جیسے ہیئت، نجوم، حساب، ہندسہ، رمل، جفر، تاریخ، علم الفرائض علم شعر، نیز رسائل تصوف بھی پڑھے ہیں اور ان کو ان علوم میں پورا پورا حصہ ملا ہے۔ ابھی ان کا صحاح ستہ وغیرہ پر عبور یعنی دورہ حدیث باقی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب توفیق عطا فرمائے گا۔

وله تعليقاتٌ وتدقيقاتٌ تقرّ بها العين وتسرّ بها الصدُّ فالحمد لله على ذلك۔

واما عبد القادر فهو ايضاً فرغ بحمد الله من حفظ القرآن كلّه واسمع فى التراويح مرّاتٍ وهو الآن مشغولٌ بالقطبى وحواشى السيد عليه ـ

واما عبد الغنى فقد حفظ نصف القرآن وهو مشغولٌ به ۔۔۔۔۔۔۔

بحمداللہ فی الحال وہ تفسیر بیضاوی پڑھ رہے ہیں اور درس و تدریس سے بھی شغف رکھتے ہیں ..... ان کے قلم سے تعلیقات اور تدقیقات بھی ہیں جن کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

عبدالقادر بھی بحمداللہ حفظ قرآن سے فارغ ہو چکے ہیں اور کئی مرتبہ تراویح سنا چکے ہیں۔ اس وقت وہ قطبی اور اس کے حواشی سید پڑھتے ہیں — عبدالغنی نصف قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں۔ ابھی اسی میں مشغول ہیں......

## من عبارات الشيخ الاجل فى تعريف الدهلى

الدهلى وما الدهلى... هى خير البلاد ومنفعة العباد يؤمّها اهل الالباب من كلّ مكانٍ سحيق ..... ليشهدوا منافع لهم ويأخذوا الادب فيها ويخوضوا فى كلّ من العلم غور عميق ـــ اهلها خير

دہلی کیا ہے؟ دہلی ایک بہترین شہر ہے لوگوں کی منفعت کا مرکز ہے، عقلمند لوگ دور دور سے یہاں آتے ہیں تاکہ اپنے منافع کو پہونچیں اور یہاں علم و ادب سیکھیں اور یہاں رہ کر ہر علم کے اندر غور و خوض کریں یہاں کے باشندے بہترین آدمی ہیں

اهلٍ ولسانها اسهل من كلّ
سهلٍ ترى العربيّ فيها لايتضجر
من لسانه والاصفهانيّ يظنّنها
خيراً من اصفهانه والتورانيّ
قد اُلقي فيها بجرانه والافاغنة
من افلّ عبيدها والكشامرة
من طارفها وتليدها تجدُ
فيها اشياء لم تعرف لها
اسماً وتنظر بها رجالا لم
تدرك منهم رسماً لعمرك انّها
زبدة جميع الاقاليم ومسكن
ارباب الدولِ والنعيم المالُ
فيها يميل عنه العيونُ بل
لايدركه الظنونُ ۔ والذهبُ
قد ذهب عن القياس والفضّة
قد فضضت عقول الناس
والحريرُ تجاوز من الاحرار
الى العبيد فالناظرُ يشبه
كلّ يوم فيها بالعيد فو
والقرآن المجيد لو اصغيتَ
الى محامدها لتعجّبتَ وقلت
ذالك امر بعيد متى ما
خرجت الى سوقها وتسلّلت

ان کی زبان بڑی سہل اور آسان ہے
عرب کے باشندے کو دیکھو گے کہ اپنی
زبان کی وجہ سے یہاں پریشان نہیں
ہوتا۔ اصفہانی اس شہر کو اپنے اصفہان
سے بھی اچھا سمجھتا ہے اور تورانی
نے تو اس کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔
افاغنہ دہلی کے آراستہ کرنے کے
لحاظ سے خدام ہیں، اور کشمیری (اپنے
تعلق کی بنا پر) یہاں کا مال جدید و
قدیم ہیں۔ تم یہاں پر کچھ ایسی چیزیں
دیکھو گے جن کے تم کو نام بھی معلوم
نہیں اور ایسے اشخاص بھی یہاں
پاؤ گے جن کے رسم و رواج تک سے
تم واقف نہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ
یہ شہر تمام اقالیم میں (بعض لحاظ سے)
ایک عمدہ اور منتخب شہر ہے۔ یہ
ارباب دول و نعیم کا مسکن ہے۔ یہاں
مال اس کثرت سے ہے کہ نظریں اس
سے اعراض کرتی ہیں اور اس کی
مقدار سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہاں
سونا قیاس سے باہر ہے اور چاندی
کی فراوانی نے لوگوں کی عقلوں کو
حیران کر رکھا ہے۔ یہاں ریشم احرار

الیٰ مجامعھا لما ارتبت انك لفی خلق جدید۔ فینادی لك ھاتفٌ من فلك لکشفنا عنك غطاءك فبصرك الیوم حدید۔

سے متجاوز ہو کر غلاموں تک پہونچ گیا ہے۔ ناظر کو روزانہ یہاں عید کا شبہ ہوتا ہے۔

قسم ہو قرآن مجید کی اگر تم اس شہر کی تعریفوں کی طرف کان لگاؤگے تو تعجب کروگے اور کہوگے کہ یہ امر بعید ہے، اور جب تم اس کے بازاروں اور محلوں کی طرف جاؤگے تو تم کو بالکل شک نہ ہوگا کہ تم خلق جدید کے اندر ہو اس وقت فلک سے ہاتف غیبی تم کو ندا دے گا ـــ اور یہ آیت پڑھے گا۔

"ہم نے آج کے دن تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا۔ اب تیری نگاہ تیز ہے"

## ایک اہم مکتوب اور اس کا جواب

خواجہ حسن مودودی لکھنوی نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کو ایک مکتوب فارسی زبان میں تحریر فرمایا جس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہ ہے۔

حقائق آگاہ معارف پناہ جامع علوم یقینی و حاوی فنون رسمی مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ـــ فقیر عاصی پر معاصی حسن مودودی عفا اللہ عنہ کی طرف سے بعد سلام ملاحظہ فرمائیں ـــ

کل، حافظ الملک نواب محمد خاں بہادر ابن حافظ الملک حافظ رحمت خاں بہادر شہید مغفور میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اثنائے گفتگو میں انھوں نے فرمایا کہ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کو لکھیں کہ انھوں نے اپنی کتاب مستطاب، تحفۂ اثنا عشریہ میں حضرات شیعہ کے اس اعتراض کا کوئی جواب

نہیں دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر غزوات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ تمام خلفاء راشدین کو دوسرے امراء کا تابع کر کے روانہ فرمایا ہے حضرت علیؓ کو کسی کا تابع کر کے کسی لشکر میں نہیں بھیجا اس سے تینوں خلفائے راشدین کے مقابلے میں حضرت علیؓ کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

اگر شاہ صاحب ایسا جواب تحریر فرمادیں جو تسکین بخش اور دافع خطرات و شبہات ہو تو بڑی مہربانی ہوگی"۔ اسی وجہ سے میں خدمت عالی میں لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں گے تو باعث اجر ہوگا۔ اگرچہ میرے پاس بھی اس سوال کا جواب دلائل قویہ کے ساتھ موجود ہے، لیکن چونکہ نواب صاحب آپ ہی سے دریافت کرنا چاہتے ہیں میرے جواب سے ان کو تسکین نہ ہوگی اسی بنا پر میں نے ان کو خود اس کا جواب نہیں دیا۔

مولانا رفیع الدین صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب سے سلام مسنون فرمادیں۔ حاجی شرف الدین خاں آپ تینوں حضرات کو سلام مسنون پہونچاتے ہیں۔

## جواب از جانب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ

| | |
|---|---|
| ...... خدمت سلالۃ الاسلاف الکرام | ..... موصوف باوصاف حمیدہ مسمیٰ |
| ونتیجۃ الآباء العظام، سباق مضمار البلاغۃ | باسم حسن متخلق بخلق حسن۔ طریقت |
| واللسن المسمیٰ بالاسم الحسن المتخلق | اور نسب میں مودودی، حسن بصریؒ کے |
| بالخلق الحسن مودودیۃ الطریقۃ والنسب، | ہم نام یعنی خواجہ حسن لکھنوی، فقیر بے |
| بصری الاسم والادب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ | ہیچ وناچیز عبدالعزیز عفا اللہ عنہ |
| ازیں فقیر بے ہیچ وناچیز مسمّیٰ | کی طرف سے ایسا سلام مسنون قبول |
| بعبدالعزیز عفا اللہ عنہ تحیۃ الاسلام | فرمائیں جو اشتیاق بیحد سے مقرون ہے |
| مقرون باشتیاق مالاکلام قبول فرمایند | اس کے بعد واضح ہو کہ آپ کا |
| بعدہٗ آنکہ صحیفۂ شریفہ ونمیقۂ انیقہ | مکتوب گرامی موصول ہو کر مسرت کا |

در وقتے وصول عزت شمول آورد و بہجت آمود فرمود اگرچہ بسبب امراض گوناگوں و عوارض بوقلموں حواس خمسہ ظاہری در انتشار ومدرکات باطنی در مجاہدۂ اسقام و آلام گرفتار۔۔ معہذا امتثالاً للامر الشریف، بتحریر جواب سوال نواب حافظ الملک می پردازی

در تحفۂ اثنا عشریہ، گفتگوئے شیعہ و سُنّی است مبحث تفضیل در آں اندراج ندارد و ایں سوال متوجہ بر مسئلۂ تفضیل است لاجرم در تحفہ، مذکور نشدہ۔

ازیں سوال دو جواب گفتہ اند اول جواب اہل سِیَر و روایت است و دوم جواب اہل بصر و درایت۔

حاصل جواب اول آنکہ از تتبع سیر آنسرور معلوم است کہ آنسرور ہیچ کس را از بنی ہاشم بلکہ بنی اُمیہ نیز در اکثر اوقات، تابع دیگرے نفرمودہ اند دریں امر، حضرت حمزہؓ و ابوعبیدۃ بن الحارث بن عبد المطلبؓ و حضرت عباسؓ و حضرت جعفرؓ و حضرت عقیلؓ و فضل بن عباسؓ و ابوسفیان

باعث ہوا۔ اگرچہ امراض گوناگوں اور عوارض بوقلموں کی وجہ سے حواس خمسہ ظاہری انتشار پذیر ہیں اور مدرکات باطنی اسقام و آلام کی مشقت میں گرفتار ہیں۔ پھر بھی نواب حافظ الملک (محبت خاں) کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

(دراصل) تحفۂ اثنا عشریہ میں بحث شیعہ و سُنّی ہے۔ تفضیل کا مبحث اس کے اندر نہیں ہے اور یہ سوال مسئلہ تفضیل سے تعلق رکھتا ہے اسی وجہ سے تحفہ میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اس سوال کے دو جواب دیے گئے ہیں۔ پہلا جواب اہل سِیَر و روایت کا ہے اور دوسرا اہل بصر و درایت کا۔

پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کتب سیرت آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم بلکہ بنی اُمیہ میں سے بھی کسی شخص کو اکثر اوقات میں کسی دوسرے خاندان کا تابع نہیں بنایا اس معاملے میں حضرت حمزہؓ حضرت

بن الحارث رض و حضرت عثمان بن عفان رض اموی و خالد بن سعید بن العاص اموی رض شریک اند۔ اگر بایں امتیاز رجحانے ہست نیز ہمہ راست۔ وجہش آنست کہ ایں ہر دو قبیلہ از قدیم، ریاست قریش داشتند و بسبب قربت قرابتِ اینہا با جناب رسول، شرفِ دیگر اینہا را افزود ولنعم ما قیل۔

کنند خویش بنیاز تو نازمی زیبد
بحسن یک کس اگر یک قبیلہ ناز کند

پس اگر اینہا را تابع دیگرے می فرمودند خیلے شاق وگراں بر طبائع وامزجۂ اینہا می آمد و نزدیک تکلیف مالا یطاق می رسید و شارع حکیم است بتیسیر و رہبر تکلیف مراعات می فرماید۔ وایں وجہ را کسانے کہ در حسنا انداز ریاست پیدا شدہ اند و اخوان دنی اعلام خود را تجربہ و امتحان نمودہ کرای العین می فہمند۔ ع

حاجتِ تنبیہ نیست عارفِ آگاہ را

وحاصل جواب ثانی، بسبوق تمہید مقدمہ است وآں مقدمہ ایں است کہ سنت اللہ جاری است کہ بوعظ باقصی درجہ،

ابو عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب رض حضرت عباس رض، حضرت جعفر رض، حضرت عقیل رض، حضرت فضل بن عباس رض، حضرت ابو سفیان بن الحارث رض، حضرت عثمان بن عفان اموی رض اور حضرت خالد بن سعید بن العاص اموی رض بھی شریک ہیں۔ اگر اس امتیاز کی بنا پر کسی کو ترجیح ہے تو ان سب کے لیے ہے۔ ان دونوں قبیلوں کو کسی کا تابع نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں قبیلے قدیم سے قریش کی سرداری کے وارث و حامل تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت قریبہ کی وجہ سے ایک اور شرف بھی ان دونوں قبیلوں کو حاصل ہو گیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ کنند خویش بنیاز تو ناز الخ (یعنی اے محبوب تیرے خویش و اقارب تیرے ناز کی بنا پر ناز کرتے ہیں۔ اگر کسی ایک فرد کے کمال کی وجہ سے پورا قبیلہ ناز کرے تو یہ بات ایک حد تک زیبا ہے) اگر ان کو کسی دوسرے قبیلے کے کسی فرد کے تابع بنا لیا جاتا تو ان کا امکان تھا کہ مزاجاً اور طبعاً ان کو بہت شاق و

کمال بے طے مراتب تحتانی آں، نمی شود اگر ابتدائے ہر شخصے را مرتبۂ علیا از کمال، القا کنند بے آنکہ طے مراتب سافلہ کردہ باشد حوصلہ اش تنگی می کند و عہدۂ اینمرتبہ کما ینبغی بر نمی تواند آمد غیر از انبیاء ہمہ کس دریں امر یکساں اند اولیا را تا وقتے کہ مشق از ادب و اتباع پیران خود نکردہ بمرتبۂ ارشاد نرسیدہ و علما را تا وقتے کہ سالہا لت خور استاداں نگشتہ و گرد مدرسہ نخوردہ اند بمرتبۂ تدریس و تعلیم نرسیدہ اندے و ہمچنیں در فرقۂ امراء و دیگر اہلِ حرف و صنائع مجرّب و ممتحن است و قاعدۂ حکمیہ نیز ہمیں را اقتضا می کند بر دو وجہ اوّل آنکہ بلوغ نفوس با قصیٰ کمال خود تدریجی است۔

دوم آنکہ ریاست متقاضیٔ مرؤسیت است تا وقتیکہ شخصے مدتے دراز مرؤس و تابع نشدہ باشد در وقت ریاست بحق الیقین نمی تواند کہ حسن معاملہ را با مرؤسین بعہد و بداند کہ مرؤس و رعیت را بکدام کدام سلوک

گزرے اور بات تکلیف مالا یطاق کی حد تک پہنچ جائے۔ شارع کے سارے اصول و قوانین مبنی بر حکمت ہیں۔ اور ہر تکلیف میں تیسیر کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ یہاں بھی یہی ملحوظ رکھا گیا۔ اس بات کو وہ لوگ جو خاندانِ ریاست میں پیدا ہوتے ہیں اور اپنے سگے بھائیوں اور چچا زاد بھائیوں کا تجربہ و امتحان کیے ہوئے ہیں بدیہی طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ "عارف آگاہ کو تنبیہ کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

دوسرے جواب کا حاصل ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے وہ مقدمہ یہ ہے کہ سنت اللہ اس طرح جاری ہے کہ منتہائے کمال پر پہونچنا تحتانی مراتب کو طے کیے بغیر کما حقہٗ میسر نہیں ہوتا۔ اگر ہر شخص کو ابتدا ہی میں کمال کا مرتبہ عالی دے دیا جائے بغیر اس کے کہ وہ نیچے کے درجات و مراتب طے کرے تو ایسی صورت میں اس کا حوصلہ تنگ ہو جائے گا اور اس مرتبے کی ذمہ داری سے کما حقہٗ عہدہ بر آ نہ ہو سکے گا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام انسان اس امر میں مساوی ہیں، اولیاء کو دیکھیے

التماست و جلب قلوب توان کرد و از کدام کدام سلوک متنفر می شوند و رم می کنند پس ریاست او علی جنبها تمکن نمی پذیرد و چون این مقدمه ممهد شد می گوئیم که آنحضرت صلی الله علیه وسلم را چنان چه از احادیث بسیار مستفاد می شود خلافت این چهار بزرگ علی ترتیبها از غیب معلوم شده بود و چون خلیفه رابع را تا بیست و چهار سال مرؤسیت و تبعیت و فرمان سه کس مختلف الامزجه بود داشتن مقدر بود، حاجت مشق کنانیدن ایں کار بحضور خود نبود و خلیفه ثالث را که تا دوازده سال مشق این کار مقدر بود در زیر فرمان دو کس ماندن، ایشان هم محتاج مشق این کار شدند بخلاف شیخین که اینها را بلا فصل بعد از وفات آنجناب صلی الله علیه وسلم ریاست مقدر بود اینها را مشق این کار بحضور خود کنانیدن ضرور افتاد زیرا که خلیفه اول بمجرد وفات آں حضرت صلی الله علیه وسلم بر منصب ریاست نشستند و خلیفه دوم بفاصله دو سال و سه ماه از حضور خلیفه اول من حیث المشوره والوزارة شریک

جب تک انھوں نے ادب کی مشق اور اپنے مرشدوں کی اتباع نہیں کی مرتبۂ ارشاد کو نہیں پہونچے۔ اسی طرح علماء نے تا وقتیکہ سالہا سال اپنے اُستادوں کی ماریں نہیں کھائیں اور مدتوں مدرسے کی خاک نہیں چھانکی، تدریس و تعلیم کی مسند پر فائز ہوئے، یہی بات فرقۂ امراء اور دیگر اہل حرفہ و اہل صنعت میں آزمائی جا چکی ہے۔ اور حکمت کا قاعدہ بھی اسی کا اقتضا کرتا ہے دو سبب سے (۱) حد کمال تک نفوس کا پہونچنا تدریجی ہے (۲) ریاست و سرداری تابعداری سے وابستہ ہے۔ جب تک کہ کوئی شخص طویل عرصے کسی کا تابع نہ رہا ہوگا ریاست و سرداری کے منصب پر پہونچنے کے بعد رعیت کے حقوق اچھی طرح ادا نہ کر سکے گا اور نہ یہ سمجھ سکے گا کہ رعیت کے دلوں کو کس کس طرزِ عمل اور تدبیر سے اپنی طرف کھینچا جا سکتا ہے۔ اور کن کن باتوں سے رعیت اپنے سردار سے متنفر ہو جایا کرتی ہے۔ جب وہ اس گُر کو نہ سمجھ سکے گا تو اس کی ریاست بھی قوت نہیں پا سکتی۔ جب یہ مقدمہ بطور تمہید لکھا جا چکا تو اب میں کہتا ہوں کہ آں حضرت

خلافت بودہ اند۔ بلکہ از تتبّع تواریخ معلوم می شود کہ خلیفۂ اوّل را نیز بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمتر اتفاقِ تبعیت واقع شدہ و خلیفۂ دوُم را بیشتر تعینات واز تابعین دیگراں فرمودہ اند بنا بر آنکہ مزاجِ خلیفۂ اول سہل الانقیاد بود و ایشاں را مشقِ تبعیت چنداں ضرور نبود بخلاف خلیفۂ دوُم کہ در مزاج ایشاں از قدیم، اشتداد و حکم رانی مجبول بود و الطبیب یعالج الشیّ بالضد۔ بنا بریں امورات، ایشاں را بحق الیقین کیفت تبعیت و زیر فرمان کسے بودن چشانیدن ضرور افتاد۔ خاتی شرف الدین خالصاحب از اصحاب ثلٰثہ کہ رابع غیر منفک نیز ہمراہ دارند بحکم ما یکون من نجوی ثلٰثۃ الآیۃ متحف اند ـــــ

صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے، چاروں خلفاء کی خلافت ترتیب کے ساتھ غیب سے معلوم ہو گئی تھی۔ خلیفۂ رابع (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے لیے چونکہ چوبیس سال تک تین مختلف المزاج خلفاء کے تابع رہنا مقدر تھا اس لیے اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں کسی کا تابع بننے کی مشق کرانی ضروری نہیں سمجھی۔ خلیفۂ ثالث (حضرت عثمان غنیؓ) جن کو بارہ سال تک شیخینؓ کے تابع رہنا مقدر تھا۔ وہ بھی چنداں اس مشق کے محتاج آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہوئے بخلاف شیخینؓ کے کہ اُن کے لیے چونکہ بلا فصل بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت و ریاست مقدر تھی۔ اس لیے اُن کو اس کام کی مشق اپنے سامنے کرانی ضروری سمجھی کیونکہ خلیفۂ اول (حضرت ابوبکر صدیقؓ) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد منصب خلافت و ریاست پر فائز ہوئے اور خلیفۂ دوُم (حضرت فاروق اعظمؓ) دوُ سال تین ماہ کے فاصلے سے اس منصب پر قائم ہوئے اور خلیفۂ اوّل کی خلافت کے زمانے میں وہ مشیر و وزیر تھے اور شریکِ خلافت کی حیثیت رکھتے تھے خلیفۂ اوّل کو بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی کی تبعیت کا موقع کم ملا۔ البتہ خلیفۂ دوُم منجانب رسول اکرمؐ اکثر و بیشتر دوسروں کے تابع کیے گئے ہیں۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

***PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED***

اعلیٰ بناوٹ

دلکش وضع

دلفریب رنگ کا

حسین امتزاج

دُنیا کے مشہور

**SANFORIZED**

REGISTERED TRADE MARK

سنفورائزڈ پارچہ جات

سکڑنے سے محفوظ

۲۰ ایس سے ۸۰ ایس کی سُوت کی

اعلیٰ بناوٹ

# گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ستار چیمبرز

۲۹ - ویسٹ وہارف کراچی

ٹیلیفون
۲۲۳۹۴ ، ۲۳۸۷۰۵۰
۲۲۵۵۳۹

تار کا پتہ :- آباد ملز

# مولانا عبدالعزیز میمنؒ کی یاد

(یہ مضمون بزرگ اور معروف صاحب قلم جناب **ڈاکٹر عبداللہ چغتائی** صاحب نے خاص برائے الحق قلم بند کیا ہے)

---

مورخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کی صبح صبح جو اخبار نوائے وقت لاہور آیا تو اس میں لکھا تھا کہ ممتاز عالم عبدالعزیز میمن کراچی میں ۹۶ سال کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں یعنی آپ کا انتقال ۲۷؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ تو دل سے بے اختیار نکلا:

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

اور تمام تاریخ گذشتہ اور واقعات آنکھوں کے سامنے آگئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کل کی بات ہے آپ جب ابتدا ۱۹۲۱ء میں لاہور اورنٹیل کالج میں پشاور کے مشن کالج سے تقرر ہوا تھا اور لاہور میں آپ سیدھے آکر مولانا سید طلحہ کے ہاں ہوسٹل میں بحیثیت مہمان مقیم ہو گئے تھے اور حضوری باغ میں ہوسٹل تھا جس میں مولوی سید طلحہ کا کمرہ مسجد شاہی کی طرف الگ اخیر میں تھا۔ میں ان دنوں مدرسہ نعمانیہ لاہور میں بطور ایک طالب علم کے مولوی غلام مرشد صاحب کے ہاں حدیث کی کتاب مشکوٰۃ کا درس عمدگی سے ادا کرتا تھا اور مولانا سید طلحہ کے ہاں بحیثیت ان کے اعلیٰ اخلاق حسنہ کے علوم دین کے ضمن میں استفادہ کرتا۔ مگر میں لدھیانہ ٹیکنیکل سکول سے چھٹی پر تھا اور یہ زمانہ سیاسی اعتبار سے بھی الگ خاص حیثیت رکھتا تھا۔ اور ہر طرف گورنمنٹ کے خلاف جلسے ہو رہے تھے ہی۔ اور میں اس اثنا میں عربی ادب کی کتاب "الحریری" مولانا سید طلحہ سے پڑھنا چاہتا تھا۔ مگر اس ضمن میں سید طلحہ صاحب نے مولانا میمن کو منا لیا تھا کہ وہ ہمیں یہ کتاب ادب پڑھا دیں گے چنانچہ انہوں نے ہمارا تعارف بحیثیت طلبا عربی ان سے کرا دیا تھا۔ میں اور دوسرے رفقا مولوی فقیر اللہ کشمیری اور ضیاء اللہ ہندوستانی بھی میرے ہمراہ سبق میں شریک ہوئے۔ اور ہم ان سے کتاب الحریری پڑھتے تھے۔ اگرچہ دوسرے رفقا سبق اس قدر باقاعدہ نہیں تھے۔ اور یہ بھی علم ہوا کہ مولانا میمن کو حقہ کی عادت ہے اور اپنا خاص حقہ بھی رکھتے ہیں۔ جو میں بخوشی باورچی خانہ سے تازہ اور تیار کر کے ان کے سامنے رکھتا تھا مگر اس اثنا سبق کی نشست میں مولانا میمن صاحب ہمیں اپنی مرضی سے ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی کتاب مصطلحات حدیث کے ضمن میں:

نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر